Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کے استحکام میں دنیا کے بادشاہ نہیں ہوئے اور نہ انہوں نے کبھی تلوار نکالی اور نہ کسی پر چڑھائی خود حضرت مسیح نے پلاطوس کو مخاطب ہو کر فرمادیا ہے کہ میری بادشاہت اس جہان کی نہیں اگر میری بادشاہت اس جہان کی ہوتی تو میرے نوکر لڑائی کرتے تاکہ میں یہودیوں کے حوالہ نہ کیا جاتا پر میری بادشاہت یہاں کی نہیں (یوحنا ۱۸-۳۶)۔ اب ہمکو یہہ دکھانا باقی رہا کہ مولف کے کلام میں اُن عبارات کی اس قسم کی تشریح و تفسیر کہاں پائی جاتی ہے تاکہ ناظرین ہماری بیانات کو ہماری خیالی تاویلات نہ سمجھیں اور انکو نکات بعد الوقوع قرار دیکر مطلب سعدی دگرست نہ کہہ سکیں لہذا ہم اس باقی کو ادا کرتے ہیں اور اپنے بیان کا ایک ایک لفظ مولف کی کلام سے نکالدیتے ہیں

واضح ہو کہ مولف نے پیشین گوئی نمبر ۲ حصہ چہارم کتاب میں صفحہ ۴۹۸ نقل کرکے اسکا ترجمہ ان الفاظ سے کیا ہے کیا کہتے ہیں کہ ہم ایک قومی جماعت ہیں جو

تیری حشمت اور بزرگواری سے چمٹ کر کے اپنی ران پر لگا اور اپنی بزرگواری سے سوار رہ اور سچائی اور حلمیت اور عدالت کے واسطے اقبال مندی سے آگے بڑھ اور تیرا داہنا ہاتھ تجھ کو مہیب کام سکھلائیگا تیرے تیز تیر ہیں لوگ تیرے نیچے گرے پڑتے ہیں وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگ جاتے ہیں (زبور ۴۵-۳ وغیرہ) سمندر سے سمندر تک اور دریا سے انتہائے زمین تک اسکا حکم جاری ہوگا وے جو بیابان کے باشندے ہیں اُسکے سامنے جھکینگے دشمن اور مخرج دن کو سلاطین نذرین لائینگے سبا اور سیبا کے بادشاہ گذرانیں گے ان سارے بادشاہ اسکے حضور سجدہ کرینگے (زبور ۷۲-۸ وغیرہ) تو میرے داہنے ہاتھ بیٹھ جبتک کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے پانو تلے کی چوکی بناؤں (زبور ۱۱۰-۲ وغیرہ) کیونکہ جب تک وہ سارے دشمنوں کو اپنے پانو تلے نہ لاوے ضرور ہے کہ سلطنت کرے (۱-قر-۱۵-۲۵) دسی پر سی لڑائی کرینگے اور وہ غالب ہوگا کیونکہ وہ خداوند خدا کا خداوند ہے اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے (مکاشفات ۱۷-۱۴)۔ اس بادشاہی کی ایک عمدہ نظیر سوتت کی موجودہ عیسائی

جواب دینے پہ قادر ہین عنقریب یہہ **ساری جماعت** بہاگ جائیگی اور پیٹھ پہیر لیگی اور **پیشین گوئی** نمبر ۴ کا ترجمہ بہی خود ہی ان الفاظ سے کیا ہے - خدا تعالے دلایل اور براہین کا لشکر لیکر چلا آتا ہے وہ دشمن کو مغلوب اور ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتہہ ہے -

یہہ **الفاظ** ہمارے اس بیان کے صاف مصدق ہین کہ فتح و نصرت "و مراد ان پیشگوئیون مین بحث و دلایل و جواب و سوال مین ہار جیت ہے نہ تلوار کی لڑائی مین -

اسی صفحہ مین آیۃ بشارت غلبہ اسلام منقولہ حاشیہ نقل کرکے حضرت مسیح سے اپنا مشابہ ہونا (نہ عین مسیح ہونا) ان الفاظ سے بیان کیا ہے - یہہ ایت جسمانی اور سیاست ملکی کی طور پر حضرت مسیح کے حق مین پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کامل دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور مین آئیگا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا مین تشریف لائینگے تو انکے ہاتہہ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار مین پہیلجائیگا لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہہ خاکسار اپنی غربت و انکسار اور توکل اور ایثار اور ایات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت نہایت ہی باہم متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پہل ہین اور جسکے اتحاد[1] ہے کہ نظر کشفی مین نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بہی ایک مشابہت ہے اور وہ یون کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنے موسیٰ کا تابع اور خادم دین تہا اور اسکی انجیل توریت کی فرع ہے اور یہہ عاجز بہی اوس جلیل الشان نبی کے احقر خادمون مین سے ہے کہ جو سید الرسل اور سب رسولون کا تاج ہے اگر وہ حامد ہین تو وہ احمد ہین اور اگر وہ محمود ہین تو وہ محمد ہے صلے اللہ علیہ وسلم سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله

---

۴ کی بشارت فوج ہے جیسا کہ جرنیل میجر کرتپان بی عہدہ دار فوجی موجود ہین اور حقیقت مین فوجی کوئی نہین وہ سب اپنے روحانی مناصب کے رو سے ہین ایسی تشبیہات اور اصطلاحات کسی مسلمان فہیم نے کب لوگون کو تکیہ کی کیا اور وہ الفاظ کو استعمال سے خیر خواہی سلطنت کی دم بہرتا ہوا کہ نکہ باغی ہوگیا -

[1] ایسا اتحاد امام محدث ابن حزم ظاہری کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے شیخ

مشابہت تامہ ہے اسلئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی مین ابتدا سے اس عاجز کو بہی شریک کر رکھا ہے یعنے حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اُسکا محل اور مورد ہے یعنے روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اُسکی زندگی مین یا بعد وفات ہو۔

یہہ الفاظ ہمارے اس بیان کے مصدق ہین کہ مولف کو مسیح موعود ہونے کا دعوی نہین بلکہ حضرت مسیح سے مشابہت کا ادعا ہے سو بہی نہ ظاہری و جسمانی اوصاف مین بلکہ روحانی اور تعلیمی وصف مین اور غلبہ اسلام سے جسکی مولف کو بشارت دی گئی ہے

م محی الدین ابن عربی کے مکاشفہ مین منکشف ہوا ہے چنانچہ فتوحات مکیہ کے باب ۲۳

غاية الوصلة ان يكون الشيء عين ما ظهر ولا يعرف۔ كما رأيت رسول الله صلعم وقد عانق ابن حزم المحدث فغاب احدهما في الآخر فلم نر الا واحداً وهو رسول الله صلعم فهذه غاية الوصلة وهو المعبر عنه بالاتحاد۔ (فتوحات مکیہ)

مین آپ نے فرمایا ہے کہ نہایت درجہ کا اتصال یہہ ہے کہ ایک چیز بعینہ وہ چیز ہو جائے جسمین وہ ظاہر ہو اور خود نظر نہ آوے جیسا کہ مینے خواب مین آنحضرت کو دیکہا کہ آپ نے ابو محمد بن حزم محدث سے معانقہ کیا پس ایک دوسرے مین غایب ہو گیا بجز ایک رسول اللہ صلعم کے نظر نہ آیا۔ نواب صاحب بہوپال نے کتاب اتحاف النبلا مین اسکی تائید مین ایک عربی رباعی نقل کی ہے جسکا مطلب

توهم داشينا بليل مزاره
فهم ليسعى بيننا بالتباعد
فعانقته حتى اتحدنا تعانقاً
فلما اتانا ما رأى غير واحد

یہہ ہے کہ ہمارے بدگو رقیب نے شب کو ہمارے پاس ہماری معشوق کے آنے کا گمان کیا تو ہم مین جدائی ڈالنے مین کوشش کرنے لگا۔ پس مینے اپنے معشوق کو گلے سے لگا لیا۔ پہر وہ رقیب آیا تو اوسنے بجز مجہہ ایک کے کسی کو نہ دیکہا۔ پہر یہہ شعر فارسی م

دلایل دبراہین کا غلبہ مراد ہے سیاست ملکی مین غلبہ اور بصفحہ ۵۵ **پیش گوئی** نمبر (۵)
جسمین مولف کا بلفظہ یا عیسیٰ مخاطب کیا گیا ہے نقل کرکے اُسکا ترجمہ ان الفاظ سے کیا۔ اے
عیسیٰ مین تجھے کامل اجر بخشونگا یا وفات دونگا اور اپنی طرف اُٹھاونگا اور تیرے تابعین کو اُنپر

یا عیسیٰ انی متوفیک۔ الخ

جو منکر ہین قیامت تک غلبہ بخشونگا یعنے تیرے
ہم عقیدہ اور ہم مشربون کو **حجت اور برہان اور برکات** کے رو سے دوسرے گروہون پر
قیامت تک فایق رکھونگا پہلوں مین سے بھی ایک گروہ ہے اور پچھلون مین سے بھی ایک
گروہ ہے اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے۔

اس عبارت مین الفاظ حجت۔ برہان۔ برکات۔ ہمارے بیان کے صاف موید ہین۔
اور بصفحہ ۴۹۲ اس کتاب کے ایک عربی فقرہ اس مضمون کا کہ ہم زمین مین ایک خلیفہ

اُردت ان استخلف فخلقت ادم
انی جاعل فی الارض۔

بنانے والے ہین نقل کرکے کہا ہے
اسجگہ خلیفہ کے لفظ سے ایسا شخص مراد ہے
کہ جو ارشاد اور ہدایت کے لئے بین اللہ وبین الخلق واسطہ ہو خلافت ظاہری کہ جو سلطنت
اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہے مراد نہین ہے اور نہ وہ بجز قریشیون کے کسی دوسرے کے لئے خدا کی
طرف سے شریعت اسلام مین مسلم ہو سکتی ہے بلکہ یہہ محض روحانی مراتب اور روحانی نیابت
کا ذکر ہے اور آدم کے لفظ سے بھی وہ آدم جو ابوالبشر ہے مراد نہین بلکہ ایسا شخص مراد ہے
جس سے سلسلہ ارشاد اور ہدایت کا قایم ہو کر روحانی پیدایشون کی بنیاد ڈالی جائے گویا وہ روحانی
زندگی کے رو سے حق کے طالبون کا باپ ہے اور یہہ ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی جس مین

---

۳ نقل کیا ہے جذبہ شوق بحدیث بیان من وتو ۔ کہ رقیب آمد و دشنام نہ شان من و تو
اسکے بعد یہہ جملہ دعائیہ لکھا ہے۔ مرزقنا اللہ من ھذا الاتحاد فی الدنیا والاخرۃ
یعنے خدا تعالیٰ ہمکو بھی ایسا ہی اتحاد دنیا و آخرت مین نصیب کرے۔ اس اتحاد پر بعض
اسوقت کے لوگون نے کچھ اعتراض بھی کئے ہین جنکے ضمیمہ اخبار مفید ہند مورخہ ۱۳ و ۱۴ نمبر
اوسکے کافی جواب دئے ہین۔ ناظرین اون نمبرون کو دیکھین۔

روحانی سلسلہ کے قایم ہونیکی طرف اشارہ کیا گیا ہی ایسے وقت مین جبکہ اس سلسلہ کا نام و نشان نہین۔

اس **عبارت** نے تو ہمارے بیانات کی پوری تائید کر دی اور مخالفین کی **تہمتون** کی **جڑہ کاٹ** ڈالی اُسکے اس جملہ نے کہ اس منصب خلافت سے (جسکا اس پیشگوئی مین مولف کو وعدہ دیا گیا ہی) خلافت ظاہری جو سلطنت اور حکمرانی پر اطلاق پاتی ہی مراد نہین اور نہ وہ بجز قریش کسی دوسرے کے لئے خدا کی طرف سے شریعت اسلام مین مسلّم ہو سکتی ہی بلکہ یہہ محض روحانی مراتب اور روحانی نیابت کا ذکر ہے" صاف تصریح کر دی ہی کہ مولف کو ظاہری حکومت و سلطنت اسلامی کا ہرگز دعوی نہین اور نہ وہ اس دعوی کو بحکم شریعت اپنے لئے جائز سمجھتا ہے کیونکہ وہ قریش سے مخصوص ہی اور مولف قریشی نہین فارسی الاصل ہی (چنانچہ صفحہ ۲۴۴ وغیرہ کتاب اسپر شاہد ہی) لو بس جھگڑا ختم ہوا اور خوب فیصلہ ہو گیا کہ مولف کی نسبت جو دعوی پولٹیکل سرداری کا (جو اسلام مین خلافت کہلاتی ہے) تجویز کیا گیا ہے یہہ بحکم اسلام اور خود مولف کی کلام کے امکان سے خارج ہی نہ اُسنے یہہ دعوی کیا نہ آیندہ کر سکتا ہی نہ اوسکا مذہب اس دعوی کی اجازت دیتا ہی۔

بالآخر ہم اسقدر کہنے سے باز نہین رہ سکتے کہ اگر یہہ معاملہ **گورنمنٹ** تک پہنچتا تو یقین تہا کہ ہماری زیرک اور دانشمند گورنمنٹ ایسے مفسدون کو (جنہون نے بحق ایسے شریف خاندانی کے جو ایک معزز نیکنام و خیر خواہ سرکار کا بیٹا ہی اور خود بھی سرکار کا دلی خیر خواہ و شکر گذار و دعاگو ہے اور درویشی و غربت سے زندگی بسر کرتا ہی ایسا مفسدانہ افترا کیا اور بہت لوگون کے دلون کو آزار پہنچایا ہی) سخت سزا دیتی۔

اور ہم یہہ بہی امید رکہتے ہین کہ گورنمنٹ ایسے خیر خواہ و وفادار خاندان کو (جسکی جان نثاری اور وفاداری کا وہ نازک وقتون مین تجربہ کر چکی ہے) کبہی نہ بہولیگی اور یوماً فیوماً اوسکی قدر و منزلت کو بڑہائیگی ؎

قدیمان خود را بیفزاے قدر
کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر

مذہبی نکتہ چینی کا جواب

فریق اول (امرتسری منکرون) کی وجہ انکار کا جواب

تمہید

اس فریق کا انکار گو صورۃً انکار فریق دوم سے اخف ہی (کیونکہ فریق دوم مکفر ہے یہہ مکفر نہین) مگر درحقیقت یہہ انکار اشد ہی۔ اسلئے کہ فریق دوم کا انکار گو حد تکفیر تک پہنچا ہوا ہی مگر وہ صرف اور خاص کر الہامات مولف براہین احمدیہ کی متعلق ہی اونکے سوا اور الیاء اللہ کے الہامات سے اسکو تعلق نہین اور اونکو مطلق الہام اولیاء اللہ سے انکار نہین۔ اور یہہ حضرات (فریق اول معتزلہ اور نیچریہ کی طرح مطلق اولیاء اللہ کے الہام غیبی (ہمرنگ وحی) سے انکاری ہین۔ اور مولف براہین کے سوا بہی کسی ولی (سری۔ سقطی۔ جنید بغدادی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ) کے الہام غیبی کو نہین مانتی۔ اسلئے انکا انکار بلا تکفیر فریق دوم کے انکار با تکفیر سے اشد اور اغلظ ہے۔ اور اسکا جواب و تعاقب بہ نسبت جواب انکار فریق دوم اہم و اقدم ہے اور اسمین نہ صرف مولف براہین احمدیہ یا اور الیاء اللہ کے الہامات کی نصرت و حمایت متصور و مقصود ہے بلکہ الہام انبیا کی تائید بہی اسمین متحقق ہے اور یہی تائید (الہام انبیا) ہمارا اصلی مقصد ہے۔ اسلئے کہ غیر نبی کے الہام غیبی سے مطلق انکار نبی کے الہام سے انکار کا مقدمہ ہے اور اسکے طرف کے پہنچ لیجا سکتا ہی کیونکہ دونون الہامون کا حال و اصول ایک ہی بلکہ سچ پوچہو تو وہ دونو ایک ہی چشمہ یا منبع کی دو نہرین ہین لہذا ایک سے انکار ہو تو دوسرے کی تسلیم کرنے کی عقلی وجہ کوئی نہین۔ اور ایک کے وجود سے انکار کرنے سے دوسرے سے انکار کا بہی خوف ہے۔ اسیوجہ سے محققین اہل عرفان نے کہا ہی۔ جس کو اولیاء کی اس فیض باطنی اور علم لدنی سے انکار ہو۔ اسکو سوء خاتمہ کا خوف ہی۔ شاید اسکے دل مین ایک نہ ایک دن انبیا کے علم لدنی و الہام غیبی سے انکار بہی جگہ پکڑ لے۔ تمہید ختم ہوئی اب جواب وجہ انکار فریق اول قلم مین آتا ہی۔

الہام نبی (ہمرنگ وحی) جس سے فریق اول کو انکار ہے وہ الہام ہے جس کی
چار صورتوں کی تشریح براہین احمدیہ حصہ سوم کے صفحہ ۲۲۳ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۵۸
19 میں ہو چکی ہے اور جو سیدھا کلام و تکلم خداوندی پایا جاتا ہے۔ ایسا الہام (جسمیں کلام و خطاب
ہو) فریق اول کے نزدیک وحی کہلاتا ہے اور وہ اسکے خیال میں بخبر نبی کسی کو نہیں ہو سکتا
اور نہ کبھی کسی کو ہوا۔ پھر فریق اول نے اس دعوی کے مناقض یہ بھی کہدیا ہے کہ جسکو
خدا کی طرف سے کلام والفاظ سے خطاب ہو وہ اوسکو الہام کیوں کہتا ہے وحی کیوں نہیں بولتا۔
اور اسکے ساتھ یہ بھی کھدیا ہے کہ حضرت موسیٰ کی ماں کو انہیں معنی کر وحی ہوئی تھی
اور وحی یعنی اعلام بکلام وارسال فرشتہ نبوت کا خاصہ نہیں۔ اس قول میں انہوں نے
الہام بکلام (جسکو وہ وحی کہتے ہیں اور خاصہ نبوت سمجھتے ہیں) کو اوروں کے لئے جایز کر دیا۔
(گویا سکا نام الہام نہیں رکھا) اور جس امر سے وہ انکاری تھے اسکا انہوں نے خود اقرار کر لیا۔
لہذا اسکے اس خیال و مقال (گو وہ مجرد دعوی بلا دلیل ہے) کے جواب میں صرف اسقدر

---

* چنانچہ اسی گروہ فریق اول کے رسالہ ابطال الہام میں ہے لیکن اس طور کہنا کہ خدا نے مجھکو
یہہ آیتہ الہام کی۔ اور اسکی کلام و تکلم کا خیال کرنا کہ خدا نے مجھ سے کلام کی اور اس
آیتہ کو مجھے فرمایا ان معنوں سے جایز نہیں۔"

† چنانچہ اسی رسالہ میں ہے۔ اور اوحینا الی ام موسیٰ میں مفسرین الہام کی معنی
کرتے ہیں لیکن الہام کے معنی درست نہیں ہوتے کیونکہ الہام صرف القا ہی ہوتا ہے
وہاں جواب نہیں ہوتا۔ اگر وحی کے صرف اعلام کے یا ارسال فرشتہ کے کہیں جا دیں تو
صحیح نہیں۔ کیونکہ وحی رسالت خاصہ انبیا ہے نہ وحی اطلاع وارسال فرشتہ کسی شخص
کے پس فرشتہ آیا اور کلام کیں اور کسی نے آواز نہیں سنیں۔ پھر اسکی تمثیل میں جنبد دم
نقل کر کے کہا ہے جایز ہے موسیٰ کی ماں کو فرشتہ کے ذریعہ سے کسی نے اور وحی بھیجا ہو کلام نہیں
یہہ بات ثابت ہوتی کہ الہام کو مضمون میں کلام اور تکلم سے خوض نہیں اگر کوئی شخص دعوی کلام الہی کا کرے
تو ہم اوسکو صادق نہ جانیں گے مصنف الہام ہوتا اوسکا نفہ ہر وحی کیوں نہیں ہوتا وحی کسی مضمون میں

کہنا کافی ہے کہ مدعی الہام کا دعوی یہی تہا کہ مجھے خدا تعالی نے فلان فلان آیت یا فلان کلام سے مخاطب فرمایا ہے۔ اور مجھ سے خدا تعالی اہم کلام ہوا ہے جس کو فریق اول نے مان لیا۔ رہی اُسکی یہہ نزاع کہ وہ بشہادت لغت اُسکو الہام نہین کہتا وحی نام رکہتا ہی۔ سو یہہ لفظی نزاع ہی (جسکی طرف محصلین و محققین کبہی رجوع نہین کرتے) اس نزاع کا قطع و رفع مدعی الہام کی لفظ الہام کو چہوڑ دینی اور بجای الہام لفظ وحی استعمال کرنے سے بآسانی ممکن ہی۔ وہ بجای دعوی الہام کلام یہہ دعوی کر سکتا ہی کہ خدا نے مجہہ وحی یعنے اعلام کلام سے (جو فریق اول کی نزدیک خاصہ نبوت نہین ہی) مشرف فرمایا ہی اور اسی وحی کے ذریعہ سے فلان آیت یا فلان کلام سے مخاطب کیا ہی۔ جسپر **فریق اوّل** کو (اگر وہ انصاف کرے) کسی وجہ سے مجال مقال نہین ہی اور اگر وہ انصاف سے مناظرہ کی داب سے یکسو ہو کر اب اسپر یہہ بات نکالا کہ وحی کلام کا (جسکو ہم غیر نبی کے لئے جایز رکہتے ہین) کانون سے مسموع ہونا ضروری ہی اور مدعیان الہام کلام بہم کے دلپر وارد ہونے کا دعوی کرتے ہین (چنانچہ مولف براہین احمدیہ نے پہلی تین صورتون الہام مین دلپر القا ہونیکا صریح دعوی کیا ہی۔ کانون سے آواز سننے کو صرف پانچوین صورت سے مخصوص کیا ہی) اور القا و واردات قلبی کو عرفاً و لغتہً بہی کلام نہین کہا جاتا پس ہمپر تسلیم الہام کلام کا الزام کیونکر صحیح ہو سکتا ہی۔ تو اگرچہ اب اُنکی یہہ بات لایق سماعت و مستحق جواب نہین کیونکہ مشتے بعد از جنگ کا مصداق ہی۔ **فریق اوّل** کے نزدیک وحی کلام و القائی قلب مین منافات نہی تو پہلے اوسنے اس امر کی کیون نہ تصریح کی اور وحی کلام کو جب غیر نبی کے لئے جایز کیا تہا تو اُسمین مسموع ہونے کلام کی کیون قید نہ لگا دی۔ تاہم احقاق حق و اظہار صواب کے لئے اونکی اس بات کا جواب یہہ دیا جاوے گا۔ کہ اگر کلام بہم کو (جسکا خدا کی طرف سے صرف دل پہ القا ہو۔ ظاہری کانون سے سنا نہ جائے) وحی نہ کہا جائے اور نہ اسکو کلام کہین تو وحی غیر متلو انبیاء جسکو فرشتہ نہ لاتا تہا صرف اوسکا القا انبیاء کے قلب پر ہوتا تہا وحی نہ کہلاوے اور نہ اُسکو کلام ربانی کہا جاوے حالانکہ کوئی مسلمان اسکا قایل نہین۔ اور عرف بہی اسکے مخالف ہے۔ عرف عام اور عرف شرع مین بلا اختلاف حدیث النفس اور کلام نفسی

اس لحاظ سے کہ وہ تکلم مین آسکتا ہے۔ اور کبھی نہ کبھی زبان پر آتا ہے کلام بولا جاتا ہے۔ اور ایسا ہی تکلم و تلفظ عام دونون سے حقیقت لفظ مین جو کلمہ و کلام کا جز ہے لغۃً و عرفاً ماخوذ ہے۔ لہذا فریق اول کو ہرگز نہین پہنچتا۔ کہ وہ کلام ملہم کے (جسکا صرف القا ہوا ہو کانون سے وہ سنائی نہ دیا ہو) وحی ہونے سے انکار کرے اور اس الزام تناقض سے بچ سکے۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ جو اس فریق (اول) نے نفی الہام اولیاء اللہ پر استدلال پیش کیا ہے اس سے اس الہام کا ثبوت نکلتا ہے نہ نفی اور اس استدلال کو پیش کرنے والے پر رجل قضی علی نفسہ کی مثل خوب صادق آتی ہے۔ یہہ اس فریق کے سرگروہ کی استدلال کا حال ہے۔ اب اس فریق کے عوام مصداق ومنھم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی وان ھم الا یظنون کی استدلالات اور ان کے جوابات کو سننا چاہیے

بعض عوام فریق اول نفی الہام اولیاء اللہ پر یہہ نقلی استدلال پیش کرتے ہین کہ خدا تعالے نے قرآن مین فرمایا ہے کہ وھی (عزوجل) غیب جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر بجز رسول کسی کو مطلع نہین کرتا۔ اسکے آگے اور پیچھے وہ پہرا چوکی رکھتا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ ولی کو وہ اپنے غیب پر مطلع نہین کرتا۔

عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدًا الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدًا۔
(سورۃ الجن ۲۲)

* چنانچہ نحو کی پہلی کتاب پڑہنے والے لفظ کی تعریف مین تکلم و تلفظ کو ایسا ہی وسیع کرتے اور یہہ کہتے ہین۔ اللفظ ما یتلفظ بہ الانسان حقیقۃً او حکمًا الخ

† اور جو آپ کو غیر نبی پر نزول و الہام آیات قرآن مین شبہ ہے اسکا جواب جواب استدلال فریق ثانی کے ضمن مین عنقریب آتا ہے۔

‡ یہہ استدلالات بھی سرگروہ فریق اول کے افادات و تعلیمات سے ہین جو روزمرہ کی درس و تعلیم مین

اور بعضی یہہ عقلی استدلال پیش کرتے ہین کہ غیر نبی کو ہرگز وحی نبوی الہام غیبی ہو تو نبی و غیر نبی مین فرق نہین رہتا - اور نبی کی نبوت مین اشتباہ واقع ہو جاتا ہے -

بعضی ان ہی استدلالات سے وسیع نتایج نکالتے ہین اور الہام غیبی اولیاء کے علاوہ انکے تمام خوارق و کرامات کا بطلان بہی ان دلایل سے استنباط کرتے ہین -

یہہ مقالات و استدلالات پرانے معتزلہ کرامیہ وغیرہ کے ہین جو بواسطہ شیخ فرق اول اب اس گروہ کی عوام مین شایع ہوئی ہین اور انکے جوابات بہی پرانے علماء اہل سنت نے بسط و تفصیل کے ساتہہ اپنی کتب عقاید و تفاسیر مین دیدیے ہین - لہذا اس مقام مین اُن ہی علماء کے جوابات کو حوالہ قلم کرنا کافی ہے - ناظرین اہل علم اِن پرانی مباحث و دلایل کی نقل و اعادہ کا اعتراض ہمپر نہ کرین - ان ہی حضرات (فرق اول) کو (جنہون نے اس پرانے سلسلہ کو اب نئے سرے ہلایا اور اس زمانہ مین اعتزال کا جال پہیلایا اور اہل سنت خصوصاً اہل حدیث کو معتزلی و نیچری* بنانا چاہا ہے) جو کہنا ہو سو کہین -

---

اپ سے سرد ہوتی ہین گو آپ کے رسالہ مین یہہ سند درج نہین ہوئے ورنہ وہ بیچارہ عوام استدلال و دلیل کو کیا جانین وہ اکثر تو امی محض ہین اور بعض جو اردو فارسی مین لیاقت رکہتے ہین علوم دین سے ناواقف ہین لہذا جو کچہہ اُنکے شیخ کہتے ہین وہ اسپر بلا دلیل ایمان لے آتے ہین - اسکی سہولت و فساد کو وہ پہچان نہین سکتے - خصوصاً بعض نو مسلم جو مشرف باسلام ہوتے ہی قبل استحکام تعلیم عقاید اسلام حضرت کی صحبت مین فیضیاب ہوئے ہین اُنکے حال پر سخت افسوس آتا ہے کہ وہ آبائی تقلید چہوڑ کر ایسے شخص کے مقلد کیون ہو گئے - اللھم ارحمہ

* نیچری بنانا اس سلسلہ سے بہی انکا مقصود و متصور ہے کیونکہ معجزات و خوارق سے انکار مذہب نیچری کا اصل اصول ہے - اس سے علاوہ بہی یہہ حضرات نیچری مایل انگریز قوم کے عوام و جہلا مین پہلاتے ہین جیسا انکا یہہ مسلمہ نیچریہ کہ "حضرت مسیح علیہ السلام بلا پدر پیدا نہین ہوئے"

پس واضح ہو کہ ان حضرات نے جو نقلی استدلال پیش کیا ہے۔ یہ جار اللہ زمخشری متزلی کا استدلال ہے۔ چنانچہ تفسیر کشاف میں آیۃ متمسک فریق اول کے ذیل میں اُسنے کہا ہے کہ اس آیۃ میں کرامات اولیاء کا ابطال پایا جاتا ہے کیونکہ جن لوگوں کی طرف کرامات منسوب ہیں وہ اگرچہ پسندیدہ ولی ہیں مگر رسول نہیں ہیں۔ اور خدا تعالےٰ نے اپنے غیب پر مطلع کرنے کے لئے رسولوں

وفی ھذا ابطال الکرامات۔ لان الذین تضاف الیھم الکرامات وان کانوا اولیاء مرتضین فلیسوا برسل وقد خص اللہ الرسل من بین المرتضین بالاطلاع علی الغیب۔ (کشاف)

کو مخصوص کر دیا ہے۔ اس کا جواب علماء اہل سنت (کثرھم اللہ تعالیٰ) سے امام رازی قاضی بیضاوی شاہ عبد العزیز دہلوی وغیرہ اکابر نے متعدد وجوہ سے دیا ہے ان سب میں سے جواب حضرت شاہ صاحب بسیط و لطیف ہے۔ لہٰذا اس مقام میں اُسی جواب کی نقل پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ حضرت شاہ عبد العزیز نے تفسیر عزیزی میں فرمایا ہے۔ باید دانست کہ صاحب کشاف بنا بر مذہب اعتزال خود در تحت این آیۃ گفتہ وفی ھذا ابطال الکرامات الخ۔ ولیکن باوجود ادعائے دانشمندی این حرف از وبسیار بعید واقع شدہ زیرا کہ این آیۃ نفی اطلاع بر غیب بر جمیع نوع تلبیس و اشتباہ بکلی در آن حاصل شود از غیر۔ ولان میکند نہ نفی اطلاع بر غیب مطلقاً چہ جائے آنکہ کرامات دیگر را ابطال نماید و در تفسیر گذشت کہ اظہار شخصے بر غیب چیزے دیگر ست۔ واظہار غیب بر آن چیزے دیگر۔ واز نفی آن نفی این لازم نمی آید۔ اولیاء اللہ را اگرچہ اظہار بر غیب حاصل نیست اما اظہار غیب بر ایشان جائز و واقع ست چنانچہ در حق مادر موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام در سورۃ قصص منصوص ست۔ کہ آنرا ادا

اور اونکا بالجہر سیدا سوا مرسیح علیہ السلام پر قرآن سے ثابت نہیں جسکا فساد کما اشاعۃ السنہ، جلد ۱۰ نمبر ۲ و ۳ کے ملاحظہ سے بخوبی ظاہر ہو سکتا ہے۔

الیک وجاعلوہ من المرسلین اکثر علماء اہل سنت کہ فرق در اظہار شخص بر غیب و اظہا
غیب بر شخص نکردہ اند میگویند کہ مراد از غیب درین آیۃ احکام شرعیہ اند کہ تکلیف بآنہا عام بر مکلفین
می باشد و اگر از غیب مطلق غیب مراد باشد لازم آید کہ نبی مخص را مثل حضرت خضر نیز
اطلاع بر ہیچ غیب حاصل نہ شود زیرا کہ در آیۃ حصر علم غیب بر لفظ رسول فرمودہ اند و رسول
اخص از نبی ست آرے اطلاع بر احکام شرعیہ جدیدہ دادن خاصہ رسول ست کہ در ہیچ یافتہ
نے شود و بعض از ایشان گفتہ اند کہ حصر بہ ملاحظہ قید اصالت است یعنی بالاصالۃ اطلاع
بر غیب خاصہ پیمبران ست و اولیا را اطلاع بر غیب بطریق وراثت و تبعیت حاصل مے شود
چنانچہ نور قمر مستفاد از نور شمس ست۔ اور **اس سے پہلے تفسیر آیۃ**
فلا یظہر علی غیبہ مین غیب پر کسیکو مطلع کرنے اور اُسکو غیب کی اطلاع دینے مین
فرق کے بیان مین **فرمایا ہے**۔ پس مطلع نمی کند ہیچکس را بوجہے کہ رفع تلبیس واشتباہ
خطا الکلی در آن اطلاع حاصل شود۔ و احتمال خطا و اشتباہ اصلاً نماند و ہمین اطلاع دادن
گدائی ست کہ او را اظہار شخصی بر غیب توان گفت بخلاف اطلاع منجمین و اطبا و کاہنان و رمالان
و جفریان و فال بینان کہ علم ایشان ہمہ بعض حوادث کونیہ از راہ استدلال باسباب و علامات ظنیہ
یا اخبار متحملۃ الصدق والکذب جنیان و شیاطین تخمینی و وہمی می باشد نہ یقینی۔ **و اولیا**
را ہر چند علم الہامی یقینی ببعض حقایق ذات و صفات یا وقایع کونیہ **حاصل می شود**
اما تلبیس و اشتباہ بجمیع الوجوہ ازان مرتفع نے گردد تا اظہار ایشان بر غیب و استیلا بران مستحق
گردد بلکہ اظہار غیب بر ایشان وانعکاس صورت غیبیہ در آئینہ وجدان ایشان ست و لہذا ایکہ عالم
بآن متحقق نے شود و خود ہم در تحصیل یقین بآن و اعتماد بر آن محتاج بشواہد کتاب و سنت کہ قہام
وحی اند میشوند پس اظہار بر غیب ہیچکس را نے دہند **الا من ارتضی من رسول** مگر کسیکہ
پسند می کند و آنکس رسول مے باشد خواہ از جنس ملک باشد مثل حضرت جبریل علیہ السلام و خواہ
از جنس بشر مثل حضرت محمد و موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ او را انہا

بر بعض از غیوب خاصہ خود مفرماید تا آن غیوب را بمکلفین برساند و تلبیس و اشتباہ را از ان بکلی رفع نماید تا احتمال خطا و ناراستی اصلاً پیرامون آن نگردد و عامہ مکلفین کہ بدیدن معجزہ تصدیق رسول بشری نمودہ باشند در وحی ہر بارہ بر آن اعتماد نمودہ در غلط نیفتد و راہ گم نکنند لہذا در انزال وحی احتیاط بلیغ بکار مے برد فانہ یسلک یعنے پس بتحقیق پروردگار من روانہ میکند من بین یدیہ پیش دست آن رسول خواہ ملکی باشد خواہ رسول بشری و پیش دست قوت فکریہ و قوت وہمیہ و قوت خیالیہ است و طبایع و اخلاق حاضر الوقت و من خلفہ یعنی و از پس پشت آن رسول خواہ ملکی باشد خواہ بشری و پس پشت علوم مخزونہ در حافظہ اوست و عادات و اخلاق متروکہ رصدا چوکیداران را از جنس ملایکہ تا وقت آوردن وحی و گرفتن آن قوت فکریہ وہمیہ و خیالیہ را سبقت کردن ندہند"۔ الخ

اس کلام بلاغت نظام مین حضرت شاہ صاحب مرحوم نے استدلال منکرین الہام و کرامات اولیاء اللہ کا شافی جواب دیا اور بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ اس آیۃ مین خدا تعالی نے اپنے غیب پر بجز رسول کسیکو ایسے طور پر مطلع کرنے کہ "اسمین خطا و اشتباہ کا امکان دخل نہ ہو اور اسکے ساتھ فرشتون کا پہرہ چوکی بہی ہو" کی نفی کی ہے۔ مطلق اطلاع غیب کی غیر رسول سے نفی نہین کی اور ایسی اطلاع غیب خدا کی طرف سے غیر رسول کے لئے جایز بلکہ واقع ہو چکی ہے۔ چنانچہ والدہ حضرت موسیٰ و خضر علیہ السلام کے لئے ہوئی۔

خاکسار (اڈیٹر) کہتا ہے۔ اس مقام مین ان تمثیلات کی تشریح ضروری ہے تاکہ عوام اہل حدیث جو فریق اول کے دام اعتزال مین پہنس رہے یا پہنسا چاہتے ہین۔ ان تمثیلات منصوصہ قرآنیہ سے واقف ہو کر ان کے دام سے رہائی پائین اور یہہ جان جائین کہ مطلق اطلاع غیب خاصہ انبیا نہین ہے خاص کر اطلاع بحفاظت و حراست انبیاء سے مخصوص ہے۔

حضرت موسی کی والدہ کو غیب پر مطلع کرنے کا حال قرآن مین یون

بیان فرمایا ہے۔ کہ ہمنے مادر موسیٰ کو یہہ الہام کیا (جب اسکو حضرت موسیٰ کے تولد ہونے پر فرعون کے حکم قتل کا ڈر لگا) کہ تو اسکو دودہ پلا۔ پہر جب تجہے (اسکی مارے جانیکا) ڈر لگے تو اسے (صندوق مین بند کرکے) دریا مین ڈالدے اور (اسکے ڈوب جانے یا فرعون کے ہاتہہ سے مارے جانیکا) خوف وغم نکر ہم اسکو تیرے پاس پہر لائینگے اور اسکو پیغمبر بنائینگے۔

واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔ (القصص ۱۶)

اور حضرت خضر علیہ السلام کا حال اطلاع غیب قرآن مین یہہ بیان ہوا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتہہ کشتی مین سوار ہوئے تو اُنہون نے کشتی کے تختے کو اوکہاڑ دیا۔ پہر ایک بیگناہ لڑکے کو مار ڈالا۔ پہر ایک قوم کی گرنے والی دیوار کو کہڑا کر دیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان فعلون پر اعتراض کیا تو حضرت خضر نے اونکا سبب یون بتایا کہ وہ کشتی تو مسکینون کی تہی (جسکے ذریعہ سے) وہ دریا مین کام کیا کرتے مین نے اسکو (اس لئے) عیب ناک کرنا چاہا (کہ) اُنکے پیچہے سے ایک (ظالم) بادشاہ آرہا تہا جو سب (اچہی) کشتیونکو بیگار مین پکڑ لیتا تہا وہ لڑکا (پیدایشی کافر تہا اور) اُسکے ماباپ مسلمان تہے۔ مجہے خوف لگا کہ وہ (بڑا ہوکر) انکو گمراہی و کفر مین ڈال دیگا۔ مین نے (اسکو قتل کرنیسے) یہہ چاہا کہ خدا انکو اسکے بدلے اس سے بہتر ستہرا اور رحم والا فرزند عطا کرے۔ وہ دیوار

اما السفینۃ فکانت لمسکین یعملون فی البحر فاردت ان اعیبہا وکان وراءہم ملک یاخذ کل سفینۃ غصبا واما الغلام فکان ابواہ مومنین فخشینا ان یرہقہما طغیانا وکفرا فاردنا ان یبدلہما ربہما خیرا منہ زکوۃ واقرب رحما واما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینۃ وکان تحتہ کنز لہما وکان ابوہما صالحا فاراد ربک ان یبلغا اشدہما ویستخرجا

کنزهما رحمة من ربك وما فعلته عن امرئ ذالك تاويل ما لم تسطع عليه صبرا۔ (الکہف ع ۱۰)

دو یتیم لڑکون کی تہی اور اسکے نیچے انکا خزانہ تہا اور انکا باپ نیک تہا خدا نے ازراہ مہربانی (میرے اس فعل سے) یہہ چاہا کہ وہ دو تو جوان ہوکر اپنا خزانہ نکالین۔ یہہ جو کچہہ مینے کیا یا کہا اپنی رای یا اختیار سے نہین کیا یعنی یہہ خدا کا حکم اور الہام تہا۔

ایسی ہی منصوص اور صریح **ایک اور مثال** (حضرت مریم کو غیب کی اطلاع دہی) قرآن مین موجود ہے جسکو شاہ صاحب نے اس مقام مین ذکر نہین کیا۔ اوسکا ذکر بہی بمقابلہ اس نقلی استدلال* مخالفین کے مناسب ہے۔

خدا تعالے نے سورہ **مریم** مین فرمایا ہے۔ کہ ہمنے مریم کی طرف اپنی روح الامین کو بہیجا وہ اوسکو پورے انسان کی صورت مین دکہائی دیا اوسنے کہا مین تجہہ سے خدا کی پناہ مین آئی اگر تجہے خدا کا ڈر ہے وہ بولا مین تو خدا ہی کا رسول ہون کہ تجہے ایک ستہرا لڑکا دون وہ بولی مجہے لڑکا کیونکر ہوگا مجہے کسی بشر نے جایز طور پر ہاتہہ نہین لگایا۔ اور نہ مین ناجایز فعل کرنے والی ہون اوسنے کہا ایسا ہی (بلا مس بشر تولد فرزند) ہوگا۔ تیرا رب کہتا ہے یہہ امر بلا مس بشر لڑکا دینا مجہے آسان ہے اور تاکہ مین اوسکو لوگون کے لئے ایک نشانی قدرت اور اپنی طرف سے رحمت بناؤن یہہ امر ہوا ہوا یا ہے۔

فارسلنا اليها روحنا فتمثل لها بشرا سويا قالت انى اعوذ بالرحمن منك ان كنت تقيا قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلما زكيا قالت انى يكون لى غلم ولم يمسسنى بشر ولم اك بغيا قال كذالك قال ربك هو على هين ولنجعله اية للناس ورحمة منا وكان امرا مقضيا۔

(مریم ع ۲)

* گو سرگروہ فریق اول کے استدلال سابق کی مقابلہ مین پیش نہین کی جاسکتی کیونکہ اسمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اِن تمثیلات ثلثہ کو پڑھ یا سنکر مسلمان پیرو قرآن کو اسمین شک باقی نہین رہ سکتا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام اور والدہ موسیٰ علیہ السلام کو (جو باالاتفاق نبی نہ تھین) اور حضرت خضر علیہ السلام کو (جو باتفاق جمہور علماء اسلام نبی نہ تھے۔ اور انکو رسول نہ ہونے مین تو کلام ہی نہین۔) بعض غیب باتون کی اطلاع دی جس سے یقیناً وجزماً معلوم ہوگیا۔ کہ اس آیۃ متمسک مخالفین مین غیر نبی کے لئے مطلق اطلاع غیب کی نفی ہرگز مراد نہین کسی خاص وجہہ (یا قسم کی اطلاع غیب کی نفی مراد ہے۔ وہ وجہہ یا قسم وہ ہو جو شاہصاحب وغیرہ نے بیان کی ہے خواہ کوئی اور وجہہ (یا قسم) جسکو یہہ حضرات خود تجویز کرلین* بہرحال ظاہری اطلاق ہرگز مورد نفی نہین ہوسکتا۔

ان تمثیلات کی نسبت فریق اول کا خیال و مقال

اور

اُس کا ابطال

یہہ تمثیلات منصوصہ قرآنیہ قطعیہ یقینہ **فریق اول** کے خواص اور بعض عوام پڑھتے یا سنتے ہین

اوسنے غیر نبی کی طرف وحی خداوندی (اطلاع غیب پر مشتمل کیون نہ ہو) جایز کہی ہم لہذا اُس تمثیل کا اسی نقلی استدلال مخالفین کے مقابلہ مین پیش کرنا مناسب ہے جسمین غیر نبی کے لئے مطلق اطلاع غیب کی (بواسطہ فرشتہ ہو خواہ بلاواسطہ) نفی کی گئی ہے۔

* اس مین اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وجہ بیان کردہ شاہصاحب یا کسی اور صاحب کی صحت کا بالخصوصیۃ ہمکو دعوی نہین ہمارا مقصود صرف یہہ ہے کہ اس آیۃ مین مطلق اطلاع دینے کی نفی ہرگز مراد نہین۔ اس مطلق نفی کو چھوڑ کر اسکی مراد جو چاہو سو ٹھہرالو۔ ہمکو اس سے اس مقام مین بحث نہین۔

تو باوجود ادعا پیروی قرآن و ترک تقلید این و آن ناانصافی و سخن پروری سے ان تمثیلات کے جواب مین یہہ کہدیتے ہین کہ انمین غیر نبی کے لئے اطلاع غیبی پائی جاتی ہے تو یہہ پہلی امتون کے لئے ہے۔ اس امت محمدیہ کے اولیا کہلانے والون کے لئے (جنکے الہامات سے ہمکو انکار ہے) ایسی اطلاع غیبی ان تمثیلات مین یا اور کہیں کہان پائی جاتی ہے۔ پہر اس امتہ کے اولیا کو دعوی الہام غیبی کیونکر جائز ہے۔

انکے اس مقال کا ماٰل و حاصل یہہ ہے کہ ہمنے اپنے اوس انکار عام کو چھوڑا۔ اور یہہ مان لیا کہ مطلق اطلاع غیب خاصہ انبیا نہین۔ غیر نبی کو بعض صورتون سے اطلاع غیب دیجاتی ہے۔ مگر یہہ شرف و منصب پہلی ہی امتون کو حاصل تہا۔ یہہ امتہ (محمدیہ مرحومہ) اس شرف و فیض الہی سے محروم و بے نصیب ہے اس امتہ مین صحابہ سے لیکر اسوقت کے اولیا تک کوئی اُس شرف و منصب (جو اور موسیٰ یا حضرت مریم یا خضر علیہم السلام کو عطا ہوا تہا) لایق و اہل نہین گذرا۔

ہر چند انکا یہہ خیال و مقال اس قابل نہ تہا کہ ہم اسکو نقل کرتے چہ جائیکہ اسکا جواب قلم مین لاتے کیونکہ اسمین پرلے سرے کی خفت اور اس امتہ مرحومہ کے اولیا و اصفیا (صحابہ و تابعین وغیرہ ایمہ دین) کی اہانت پائی جاتی ہے مگر چونکہ انکا یہہ خیال و مقال پہلے سے عوام فریق اول مین شایع ہو کر صحیح تسلیم کیا گیا ہے۔ اسلئے مجبوراً و اضطراراً اسکا جواب دیا جاتا ہے۔

بعد تسلیم اس امر کے کہ "خدا تعالے بعض وجوہ سے اطلاع غیب غیر نبی کو بہی دیتا ہے اور یہہ امر پہلی امتون مین بشہادت قرآن پایا گیا ہے"۔ اس امتہ مرحومہ کے لئے اس شرف کے حصول پر ہمارے پاس کوئی خاص نص قرآن یا حدیث نہ بہی ہو تو ہمکو حصول اس شرف کے ثابت کرنے کے لئے ایک وہ آیہ جسمین اس مرحومہ امتہ کو خیر امت کہا یا

کنتم خیر امتہ اخرجت للناس (آل عمران ع ۱۲)

عن بہز عن ابیہ عن جدہ انہ سمع النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول فی قولہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس قال انتم تتمون سبعین امۃ انتم خیرھا واکرمھا علی اللہ - ھذا حدیث حسن

(جامع ترمذی صفحہ ۴۸۹)

گیا ہے اور ایک وہ **حدیث** جو اس آیت کی تفسیر ہے اور اسمین یہ تصریح ہے کہ تم نے (اے امت محمدیہ) ستر امتون کو پورا کیا ہے اور تم ان سب سے اللہ کے نزدیک بہتر اور بہت باعزت ہو **کافی دلیل** ہے ومع ہذا بالفعل ہم ایک خاص

روایت حدیث حصول اس شرف کے ثبوت مین پیش کرتے ہین منکرین مخالفین اس حدیث کا ثبوت اس مدعا کے لئے ناکافی ہونا ثابت کرینگے تو ہم اس قسم کی بیسیون روایات کتب حدیث سے اور پیش کرینگے - انشاء اللہ تعالیٰ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ایک دن آپ

المحب الطبری عن عمر بن الحارث قال بینما عمر یخطب یوم الجمعۃ اذ قال فی الخطبۃ یا ناری یا ساریۃ الجبل مرتین او ثلاثا ثم اقبل علی خطبتہ فقال ناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لمجنون ترک خطبتہ ونادی یا ساریۃ الجبل فدخل علیہ عبد الرحمن بن عوف وکان ینبسط علیہ فقال یا امیر المومنین تجعل للناس علیک مقالا بینما انت فی خطبتک اذ نادیت یا ساریۃ الجبل امی شوھذا قال واللہ ما ملکت ذلک

مسجد نبوی مین منبر پر جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ اثنا ء خطبہ مین آپ نے یہ الفاظ فرمائے **"یا ساریۃ الجبل"** یعنی اے ساریہ (یہ ایک امیر لشکر ہے جسکو آپ نے سپہ سالار کرکے نہاوند[1] مین بھیجا تھا - اور وہ میدان جنگ مین بے موقعہ کھڑا ہوا تھا اور اُسکا یہ بے موقعہ کھڑا ہونا خدا تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کو غیب سے مشاہدہ کرا دیا تھا) پہاڑ کو پس پشت لے - لوگ آپ کے یہ الفاظ سنکر متعجب و معترض ہوئے - تو بعد نماز حضرت عبد الرحمن بن عوف نے آپ سے

[1] نہاوند کوہستان جنوبی ہمدان مین ایک شہر کا نام ہے - قاموس

حین رایت ساریہ واصحابہ یقاتلون
عند جبل ویؤتون من بین ایدیھم
ومن خلفھم فلم املک ان قلت یا ساریۃ
الجبل لیلحقوا بالجبل فلم تمض الایام حتی
جاء رسول ساریہ بکتابہ ان القوم
لقونا یوم الجمعۃ فقاتلناھم من
حین صلینا الصبح الی ان حضرت الجمعۃ
وذر حاجب الشمس فسمعنا صوت منادٍ
ینادی الجبل مرتین فلحقنا بالجبل فلم
نزل قاھرین لعدونا حتی ھزمھم
اللہ تعالی۔

(ازالۃ الخفا حضرت
شاہ ولی اللہ)

استفسار حال کیا۔ آپ نے فرمایا
مین نے ساریہ اور اسکے ساتہہ والون کو ایک
پہاڑ کے پاس ایسے موقعہ پر کہڑے ہوئے
دیکہا کہ اون کے آگے پیچہے دونون
طرف سے دشمن آرہے تہے جسمین
اُنکی شکست کا خوف تہا تو مین یہہ بات
کہنے سے رک نہ سکا۔ پہر بہت دن نہ گذرے تہے
کہ ساریہ کا قاصد انکا خط لیکر پہنچا جسمین
یہہ لکہا تہا کہ صبح سے جمعہ کے وقت تک
ہمارا دشمن سے مقابلہ رہا (اور میدان ہاتہہ
نہ آتا تہا) کہ ناگاہ ہمنے دو دفعہ یہہ پکار سنی
کہ اے ساریہ پہاڑ کو پس پشت لے
پس ہمنے پہاڑ کو پس پشت لیکر دشمن
کا یکسو ہو کر مقابلہ کیا تو خدا نے دشمن کو بہگا دیا۔

اس حدیث کو امام بیہقی وحافظ ابی نعیم نے دلائل النبوت مین لالکائی
نے شرح السنت مین دیر عاقولی نے اپنے فوائد مین ابن الاعرابی
نے کرامات الاولیاء مین خطیب
بغدادی نے رواۃ مالک مین
محب طبری وابن مردویہ
ابو یعلی وغیرہ نے اپنی اپنی تصانیف
مین روایت کیا ہے۔ اور انسے اکابر محدثین

اخرج البیہقی وابو نعیم فی دلائل النبوۃ
واللالکائی فی شرح السنۃ والدیر عاقولی
فی فوائدہ وابن الاعرابی فی کرامات الاولیاء
والخطیب فی رواۃ مالک عن نافع عن
ابن عمر قال وجہ عمر جیشا وامر علیہم

رجلاً یدعی ساریۃ فبینما عمر یخطب جعل ینادی یا ساریۃ الجبل ثلثاً الحدیث قال ابن حجر فی الاصابۃ اسناد قصۃ ساریۃ حسن۔

(تاریخ الخلفاء صـ ۱۲۴)

ومتکلمین (متقدمین و متاخرین) نے طبقۃً بعد طبقۃً اپنی تصانیف مین (جیسے صاحب مشکوۃ نے مشکوۃ مین حافظ ابن حجر نے اصابہ مین امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین علامہ تفتازانی نے شرح عقاید مین) نقل کرکے اس سے استشہاد اور اسپر اعتماد کیا ہے۔ اور حافظ امام ابن حجر نے اصابہ مین اسکی اسناد کو حسن کہا ہے۔ چنانچہ امام سیوطی نے تاریخ الخلفا مین ان سے نقل فرمایا ہے۔

اس حدیث مین ایک تو حضرت عمر فاروق کو خدا تعالی کا غیب پر اطلاع دینا پایا جاتا ہے جنہون نے اتنی دور سے صف جنگ کا معاینہ کرلیا۔ دوسرے حضرت ساریہ اور اُنکے ساتھہ والون کو جنہون نے اتنی غیبوبت سے حضرت عُمر فاروق کی آواز کو سُن لیا۔

اب اس سے بڑہکر اس امۃ مرحومہ کے لئے حصول اس شرف پر شہادت و دلیل اور کیسی بکار ہے اور اس دلیل کے ثبوت و دلالت مین کسیکو کب جاء انکار ہے اب تو فریق اول کا اپنی خیال سے دست بردار ہونا ہی شرط انصاف و علامت اتباع قران و حدیث ہے مگر افسوس فریق اوّل کے بعض ناانصاف اسحدیث کو پڑہکر یا سنکر بہی اپنی خیال سے دست بردار نہین ہوتے اور اس حدیث کی صحت یا دلالت مین کچہہ نہ کچہہ (بنے خواہ نہ بنے) کہدیتے ہین۔

اس کے ثبوت مین تو وہ یہہ کلام کرتے ہین کہ یہہ حدیث ضعیف ہی"+

+ یہہ دعوے ہمنے اس فریق کے خواص سے نہین سنا۔ اور ان کے رسالہ ابطال الہام

25

اور دلالت مین یہہ کلام کہ اس مین صرف صحابہ کی اطلاع غیب کا ثبوت پایا جاتا ہے غیر صحابہ (پچھلے اولیاء) کے الہامات و اطلاع مغیبات کا اس مین کہان ثبوت ہے۔

انکی اس کلام (دوم) کا ماحصل یہہ ہے کہ ہمنے صحابہ کی اطلاع غیبی کو بہی مانا۔ اور اس سے انکار کو بہی چہوڑ دیا اب ہمکو صرف ان سے پچھلے اولیاء کے الہامات و اطلاع مغیبات سے انکار ہی اور اسیکا ثبوت بکار۔

انکے دعوی ضعف حدیث کا جواب تو ہمارے بیان سابق مین آچکا ہی کہ یہہ حدیث حسن ہی ضعیف نہین ہے اور شاید یہہ حضرات بہی (اگر انمین کچہہ سمجہہ وانصاف ہے) اس جواب کو دیکہکر پہر اس ضعف کا نام نہ لین۔

اور دعوی خصوصیت صحابہ کا جواب مولف براہین احمدیہ نے خود اپنی کتاب کے حصہ چہارم مین بصفحہ ۵۴۵ دیدیا ہے جسکا ماحصل* یہہ ہے کہ صحابہ سی پچھلے

مین دیکہا صرف اون کے عوام کی زبان پر ہے۔ عرصہ تخمیناً پندرہ سال کا ہوا ہی کہ ہمنے اپنی وعظ مین اس حدیث کو ثبوت کرامات اولیاء اللہ مین پیش کیا تہا تو ایک نو مسلم نے (جو سرگروہ فریق اول کا دست گرفتہ ہی) یہہ کہدیا تہا کہ یہہ "حدیث ضعیف ہی" اندنون بہی ایک نو مسلم نے (کہ وہ بہی ان حضرت کا مقلد و گرویدہ ہی) یہہ دعوی کیا ہی۔ ہر چند یہہ دعاوی بڑی حضرت کی تعلیمات و افادات سے ہین ورنہ وہ بیچارہ عوام کیا جانین مگر جب تک حضرت اعلی برملا خود یہہ دعوی زبان پر یا قلم مین نہ لاوین اور اسکی ثبوت مین کسی محدث و امام جرح و تعدیل کا قول پیش نہ کرین ہم اس دعوی کی طرف زیادہ التفات نہین کرتی اور عامیون سے خطاب مناسب نہین سمجہتے۔ حضرت اعلی خود مدعی ضعف حدیث ہین تو مرد میدان بنین پہر ہمسے اسکا جواب سنین۔ بیچارہ نو مسلم جاہلون کے کانون مین ایسی باتین پہونک دینا اور انپر دین کو مشتبہہ کرنا مردانگی کی بات نہین ہے۔

* اصل کلام مولف یہہ ہی "نبوت کے عہد مین مصلحت ربانی کا تقاضا یہی تہا کہ جو غیر نبی ہی اُس کے

پچھلے اولیاء اللہ کے اس قسم کے الہامات کا ثبوت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی کتاب فتوح الغیب اور شیخ مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی جلد دوم مین موجود ہے ان کتابون کو ملاحظہ کرو تو معلوم ہو کہ یہہ شرف (الہام غیبی) صحابہ کے بعد بھی اولیاء امتہ محمدیہ کو بطور وراثت عطا ہوتا چلا آیا ہے -

---

الہامات نبی کے وحی کی طرح قلبند نہ ہون تاہم غیر نبی کا نبی کے کلام سے تداخل واقعہ نہ ہو جائے لیکن اُس زمانہ کے بعد جسقدر اولیاء اور صاحب کمالات باطنیہ گذرے ہین اُن سب کے الہامات مشہور و متعارف ہین کہ جو ہر ایک عصر مین قلبند ہوتے چلے آئے ہین اسکی تصدیق کے لئے شیخ عبد القادر جیلانی اور مجدد الف ثانی کے مکتوبات اور دوسرے اولیاء اللہ کی کتابین دیکھنی چاہئین کہ کس کثرت سے اونکے الہامات پائے جاتے ہین بلکہ امام ربانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی مین جو مکتوب پنجاہ و یکم ہے اُسمین صاف لکھتے ہین کہ غیر نبی بھی مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہو جاتا ہے اور ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہے اور انبیا کے مرتبہ سے اوسکا مرتبہ قریب واقع ہوتا ہے ایسا ہی شیخ عبد القادر صاحب نے فتوح الغیب کے کئی مقامات مین اسکی تصریح کی ہے اور اگر اولیاء اللہ کے ملفوظات اور مکتوبات کا تجسس کیا جائے تو اس قسم کے بیانات اُن کے کلمات مین بہت سے پائے جائینگے اور امت محمدیہ مین محدثیت کا منصب اسقدر بکثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بڑے غافل اور بیخبر کا کام ہے اس اُمت مین آجتک ہزارہا اولیاء اللہ صاحب کمال گذرے ہین جنکی خوارق اور کرامات نبی اسرائیل کے نبیون کی طرح ثابت اور متحقق ہو چکی ہین اور جو شخص تفتیش کرے اسکو معلوم ہوگا کہ حضرت احدیت نے جیسا کہ اس امت کا خیر الامم نام رکھا ہے ایسا ہی اس امت کے اکابر کو سب سے زیادہ کمالات بخشے ہین جو کسی طرح چھپ نہین سکتے اور اُن سے انکار کرنا ایک سخت درجہ کی حق پوشی ہے" - براہین احمدیہ حاشیہ صفحہ ۵۴۶

26

اور ظاہر ہے کہ صحابہ سے پچھلے اکابر کے حالات کے لئے اسی قسم کا ثبوت کافی ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ پچھلے اکابر کے حالات و واقعات کو بھی قرآن و حدیث ہی سے نکالے

اور اگر یہ حضرت دایرہ ثبوت دو دلیل کو تنگ کریں۔ اور پچھلے اولیاء کے حالات کا ثبوت قرآن و حدیث ہی سے طلب کریں اور یہ کہیں کہ کس آیۃ یا حدیث میں آیا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی و مجدد الف ثانی کو فلان فلان الہام غیبی ہوا ہے تو میں نہیں جانتا کہ کوئی عاقل (ہندو ہو خواہ مسلمان یہودی ہو خواہ نصرانی یہ ہمو ہمو خواہ آریہ) انکے اس سوال کو مستحق جواب قرار دے۔ لہذا مناسب ہے کہ یہ حضرات ایسا سوال کرنے سے شرماویں اور اہل اسلام پر اقوام غیر کو نہ ہنساویں۔

اس بحث سے ثابت ہوا کہ تمثیلات ثلثہ قرآنیہ جنمیں غیر نبی کا بعفر منیصبات پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مطلع ہونا پایا جاتا ہے بلا مزاحمت ثابت ہیں۔ اور ان تمثیلات کے نسبت فریق اول کا یہ خیال کہ وہ پہلی امتوں سے مخصوص ہیں یا یہ عندہ کہ اس امۃ محمدیہ یا خاص کر صحابہ سے پچھلے اولیاء کی اطلاع غیب پر اسلام میں کوئی شہادت پائی نہیں جاتی صحیح نہیں۔ اور ان تمثیلات اور انکی نظایر سے جو امۃ محمدیہ میں پائی جاتی ہیں یقیناً و قطعاً معلوم ہوتا ہے کہ آیۃ تمسک فریق اول میں غیر رسول کے لئے اطلاع غیب کی نفی مطلقاً ہرگز مراد نہیں اور استدلال نقلی فریق اول اس آیۃ سے بتقلید جار اللہ زمخشری متزلی باطل ہے۔

استدلال عقلی (عوام فریق اول) بھی متزلہی کا استدلال ہے جو انہوں نے عموماً (الہام وغیرہ) کرامات اولیاء کی نفی میں پیش کیا ہے اور وہ کتب کلامیہ (شرح مواقف شرح عقاید۔ شرح فقہ اکبر۔ تمہید سالمی وغیرہ) میں منقول ہے۔ اور اسکا جواب بھی ان کتب میں موجود ہے۔ ہم اس مقام میں

ان کتابون کی اصل عبارات معہ حاصل مطالب جو اس استدلال کے علاوہ فریق اول کے اور وساوس وخیالات کے جواب پر بہی مشتمل ہین نقل کرتے ہین۔

شرح مواقف مین لکہا ہی مقصد نہم اس بیان مین ہے کہ کرامات اولیاء

المقصد التاسع فی کرامات الاولیاء

وانها جایزة واقعة اما جوازها علی اصولنا فهو ان وجود الممکنات مستند الی قدرته الشاملة ولا یجب غرض فی افعاله ولا شک ان الکرامة امر ممکن اذ لیس یلزم من فرض وقوعها محال واما وقوعها فلقصة مریم حیث حبلت بلا ذکر ووجد الرزق عندها بلا سبب وتساقط علیها الرطب من النخلة الیابسة وجعل هذه الامور معجزة لزکریا او ارهاصا لنبوة عیسی صلوة الله علیهما مما لا یقدم علیه منصف وقصة آصف وقصة اصحاب الکهف وشیء منها لم یکن معجزا لفقد شرطه ومن انکر الکرامة احتج بانها لا تتمیز عن المعجزة فلا تکون المعجزة ح دالة علی النبوة وینسد باب اثباتها والجواب انها تتمیز بالتحدی مع ادعائه النبوة فی المعجزة وعدمه

(جنمین الہام غیبی بہی داخل ہے) جایز (ممکن) اور واقع ہین۔ اسکا جواز تو ہمارے (اہلسنت کے) ان اصول سے ثابت ہے کہ "جو امر ممکن ہو خدا اسپر قادر ہی" اور خدا کے کسی فعل مین اسکی ذاتی غرض ضروری نہین اور یہہ ظاہر ہے کہ کرامت امر ممکن ہے کیونکہ اسکا وقوع فرض کرنے سے کوئی محال لازم نہین آتا ہی اور اسکا وقوع حضرت مریم علیہا السلام کے ان حالات سے کہ وہ بغیر مرد کے حاملہ ہوگئی اور اُسکے پاس رزق غیبی پہنچا اور خشک درخت خرما سے اُسپر کہجورین گرائی گئین" ثابت ہے۔ (ان امور کو حضرت زکریا* کا معجزہ یا نبوت عیسی علیہ السلام کے لئے انتظار (یا پیشگی معجزہ) قرار دینا ایسا امر ہے کہ کوئی منصف اسپر متوجہ نہین ہوسکتا) اور قصہ آصف اور قصہ اصحاب کہف سے بہی انکا وقوع ثابت ہے۔ ان امور سے معجزہ کوئی نہ تہا۔ کیونکہ معجزہ کی شرط

* سرگروہ فریق اول کے بعض دست گرفتہ لوگون سے ہمنے یہی سنا ہی یہ لوگ اسکے جواب کو جو اس مقام مین اور بصفحہ (۲۱۶) ہے بغور پڑہین۔

التحدی مع ذالک الادعاء فی الکرامۃ
(شرح مواقف صفحہ ۷۰۳)

(جسکا ذکر عنقریب آتا ہے) اسمین پائی نہین گئی۔ جو لوگ کرامات کے منکر ہین وہ یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ کرامۃ معجزہ کی مثل واقع ہو تو اُسمین اور معجزہ مین فرق نہین ہو سکتا اس صورت مین معجزہ دلیل نبوت نہین رہتا اور اثبات نبوت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ معجزہ اور کرامۃ مین فرق یہہ ہے کہ معجزہ مین دعوی نبوت کے ساتھہ مقابلہ کا مطالبہ ہوتا ہے اور یہہ امر کرامت مین نہین ہوتا یعنی اسمین ولی اپنی نبوت کا دعوی کرکے بالمقابلہ کرامۃ نہین دکہاتا اور نہ اُسکا معارضہ چاہتا ہے۔

اور شرح عقاید نسفی مین ان تمثیلات وقوع کرامۃ کے علاوہ بعض اولیاء اللہ کا پانی پر چلنا اور ہوا مین اُڑنا اور بعض اولیاء سے حیوانات اور جمادات کا کلام کرنا اور حضرت عمر فاروق کا صف جنگ ساریہ کو غیب سے مشاہدہ کرنا اور حضرت خالد کا زہر کہانے سے ضرر نہ پانا اور حضرت فاروق کے فرمان سے دریا نیل کا جاری ہونا وغیرہ نقل کرکے انکی مقابلہ مین اس استدلال معتزلہ کو نقل کیا اور اسکا جواب یہہ دیا ہے کہ ولی کے ہاتھہ پر کرامت کا ظاہر ہونا اسکے پیشوا نبی کا معجزہ ہے اسی کرامۃ سے اسکا ولی ہونا ظاہر ہوتا ہے کیونکہ ولی وہی شخص ہے جو نبی کی اطاعت کا اقرار کرے اور اگر یہہ ولی خود اپنی نبوت کا دعوی کرے تو یہہ ولی ہو ہی نہین سکتا اور نہ اُس کے ہاتھہ پر کرامت ظاہر ہو سکتی ہے۔

لما استدلت المعتزلۃ المنکرۃ لکرامۃ الاولیاء بانہ لو جاز ظہور خوارق العادات من الاولیاء لاشتبہ بالمعجزۃ ولم یتمیز النبی من غیر النبی اشار الی الجواب ویکون ذلک الظہور انی ظہور الخوارق من الولی الذی ہو من احاد الامۃ معجزۃ للرسول الذی ظہرت ہذہ الکرامۃ لواحد من امتہ لانہ یظہر بہا ای بتلک الکرامۃ انہ ولی ولن یکون

حاصل یہہ کہ امر خلاف عادت جو ہو وہ نبی کا معجزہ ہے۔ خود اس سے صادر ہو

محقاً فی دیانتہ ودیانتہ الاقرار بالقلب واللسان برسالۃ رسولہ مع الطاعۃ لہ فی اوامرہ ونواہیہ حتی لو ادعی ہذا الولی الاستقلال بنفسہ وعدم المتابعۃ لہ لم یکن ولیاً ولم یظہر ذلک علی یدہ۔ والحاصل ان الخارق للعادۃ ہو بالنسبۃ الی النبی معجزۃ سواء ظہر من قبلہ او من قبل احاد امتہ۔ وبالنسبۃ الی امتہ کرامۃ لخلوہ عن دعوی نبوۃ من ظہر ذلک من قبلہ

(شرح عقاید)

خواہ اُسکی امت سے اور وہی امر امتہ کی نسبت کرامتہ ہے معجزہ اسلئے نہیں کہ جس سے وہ سرزد ہوتا ہے اُسکیطرف سے اپنی نبوت کا دعوی پایا نہین جاتا۔ اسکے بعد شرح عقاید مین معجزہ اور کرامتہ مین وجوہ فرق بیان کی ہین ہمنے بنظر اختصار اور نیز اس خیال سے کہ بعض وجوہ فرق کا بیان اور کتب خصوصاً شرح فقہ اکبر کی عبارات مین اچھے طور پر ہوا ہے۔ پوری عبارت شرح عقاید کو نقل نہین کیا۔

یہی جواب تمہید ابو شکور سالمی مین معتزلہ کی اس استدلال کا دیا ہے

والذی یدل علی صحۃ ہذا ہو ان الکرامۃ لو لا یجوز اثباتہا للاولیاء فلا یجوز اثباتہا لا انبیاء لان النبی قبل الوحی وقبل ظہور النبوۃ یکون ولیاء عند الناس وان کان نبیاً عند اللہ ویجوز اثبات الکرامۃ لہ قبل ظہور نبوتہ کما کان لنبینا علیہ السلام وکان لابراہیم وموسی وعیسی وغیرہم من الانبیاء علیہم السلام فقبل الوحی والنبوۃ یسمی عند الناس ولیاً فلو لا یجوز

پہر اسکے معارضہ ومقابلہ مین مذہب اہلسنت پر یہہ استدلال قایم کیا ہے کہ اگر اولیاء کی لئے اثبات کرامتہ جایز نہ ہو تو نبی کے لئے بہی کرامات کا اثبات جایز نہ ہوگا۔ کیونکہ نبی دعوی ثبوت سے پہلے لوگون مین ولی ہی کہلاتا ہے اور قبل نبوت اسکی کرامات کا ظاہر ہونا ممکن ہے چنانچہ آنحضرت وحضرت ابراہیم وحضرت موسی وغیرہ سے کرامات ظاہر ہوئی ہین۔ پس اگر ولی کے لئے اثبات کرامات جایز

اثبات الکرامۃ للولی فلا یجوز اثباتہ للنبی قبل الوحی فلیکن فیہ نفی الکرامۃ عن النبی صلعم وھو محال۔ الی ان قال قبل الدعوی لا یجب الفرق بین النبی والولی عند الناس ولا یجب الایمان قبل الدعوی واذا ادعی فلا تبقی شبہۃ فلا یلزم

(تمہید سالمی)

نہو تو قبل از وحی نبی کے لئے بھی جایز نہ ہوگا۔ اسمین آنحضرت کی کرامات کا قبل از وحی سرزد نہ ہونا لازم آتا ہے جو محال ہے یہہ کہکر فرمایا ہے کہ قبل دعوی نبوّت نبی اور ولی مین فرق ضروری نہین اور نہ نبی پر قبل دعوی نبوّت ایمان لانا واجب ہے اور جب دعوی نبوت ہوگا تو اس سے خود شبہ جاتا رہیگا۔ پس کرامت کا معجزہ مین شبہ ڈالنا ثابت نہ ہوا۔

ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین تمثیلات منقولہ سابق نقل کرکے کہا ہے

ثم ظاہر کلام الامام الاعظم فی ہذا المقام موافق لما علیہ جمہور العلماء الاعلام من ان کل ما جاز ان تکون کرامۃ لولی لا فارق بینہما الا التحدی خلافا للقشیری ومن تبعہ کابن السبکی حیث قالا الا نحو ولد دون والد وقلب جماد بہیمۃ فلا تکون کرامۃ ہذا۔ والکتاب والسنۃ ینطق بظہور الکرامۃ من مریم وصاحب سلیمان۔ واما ما قیل من ان الاول ارہاص لنبوۃ عیسی علیہ السلام او معجزۃ لزکریا والثانی معجزۃ لسلیمان علیہ السلام فمدفوع بانا لا ندعی

کہ ظاہر کلام امام اعظم رح اس مقام (فقہ اکبر) مین جمہور علماء کے موافق ہے کہ جو امر خارق عادت بطور معجزہ نبی کے لئے جایز ہے وہ بطور کرامت ولی کے لئے جایز ہے۔ معجزہ اور کرامت مین بجز تحدی کوئی فرق نہین ہے۔ اسمین امام قشیری اور اُسکے متبع ابن السبکی کو اختلاف ہے وہ کہتے ہین اس قسم کی کرامۃ کہ "بدون باپ بیٹا تولد ہو یا پتھر کا جانور بن جائے" ولی سے سرزد نہین ہوسکتی اس قسم کے سواء اور کرامات کا سرزد ہونا جایز ہے اور قران وحدیث ظہور کرامات (اولیاء) حضرت مریم

معجزہ لنبی جاز ان تکون

الاجواز الخوارق لبعض الصالحین
غیر مقرون بدعوی النبوۃ ولا یضرنا
تسمیتہ ارھاصًا او معجزۃ لنبی ھو من امتہ
سابقًا او لاحقًا وسیاتی القصۃ والا لما
سأل عن الکیفیۃ والحاصل ان الامر
الخارق للعادۃ فھو بالنسبۃ الی النبی
معجزۃ سواء ظھر من قبلہ او من قبل امتہ
لدلالتہ علی صدقہ بنبوتہ ورسالتہ فھذا
الاعتبار جعل معجزۃ لہ والا فحقیقۃ المعجز
انتکون مقارنۃ للتحدی علی ید المدعی
وبالنسبۃ الی الولی کرامۃ او الی ذی
خوارق اعداء اللہ (فرعون ودجال)
وقال انما قضاء حاجات لا کرامات
ثم قال واعلم ان ظھور خوارق العادۃ
بطریق المعاقبۃ علی ید المتالہ جائز دون
المتنبی لان ظھورہ علی ید المتنبی
یوجب انسداد باب معرفۃ النبی واما
ظھورہ علی ید المتالہ لا یوجب انسداد
باب معرفۃ اللہ لان کل عاقل یعرف
ان المدعی المشتمل علی دلالات الحدوث
کعمامۃ القصوی لا یکون الھا وان

اور آصف سے صاف ناطق ہیں۔ ان کرامات
کی نسبت جو کہا گیا ہے کہ پہلے (کرامت
حضرت مریم) حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی نبوت کا پیشگی معجزہ تھا یا حضرت زکریا
علیہ السلام کا معجزہ۔ اور دوسری (کرامت
آصف) حضرت سلیمان کا معجزہ تھا۔ اسکا
جواب + یہ ہے کہ ہمکو تو صرف یہ دعوی ہے
کہ امر خارق عادت جسکے ساتھ دعوی نبوت
نہو نبی کے سوا اور صالحین سے سرزد
ہونا جائز و ممکن ہے اسکو کوئی اخاص یا
معجزہ اُس نبی کا جسکی امت سے وہ سرزد
ہوا ہے (نبی پہلا ہو خواہ پچھلا) کہے
تو ہمارے دعوی کو اس سے کچھ نقصان
نہیں پہنچتا۔ اور قصہ کی روانگی (بیان)
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بوقت ظہور خوارق
مریم یا آصف کسیکی نبوت کا دعوی نہیں
کیا گیا۔ بلکہ حضرت زکریا کو تو خوارق حضرت
مریم کا علم بھی نہیں تھا ورنہ آپ اسکی کیفیت
نہ پوچھتے۔ حاصل یہ کہ امر خلاف عادت
نبی کے حقمیں معجزہ ہے اُس سے ظاہر
ہو خواہ اُسکی امت سے۔ کیونکہ وہ نبوت

۱ بل علی انہ ایکم ھناک دعوی النبوۃ اول لم یکن لذکر یا علی سبیل القصۃ ۲

+ دیکھو نوٹ صفحہ ۲۱۲۔

29

رئی منہ الف خارق العادۃ۔ (شرح فقہ اکبر)

نبی کی صداقت پر شہادت دیتا ہے اسی لحاظ سے اسکو معجزہ کہا گیا ہے ورنہ حقیقت مین تو معجزہ وہ ہوتا ہے جسکے ساتہہ دعوی نبوّت اور تحدی (طلب معارضہ) مقرون ہو۔ اور وہی امر خلاف عادت ولی کے حق مین کرامت ہے اسکے بعد ملا علی قاری نے امور خلاف عادت اعداء دین (فرعون و دجّال) وغیرہ کو ذکر کیا اور انمین اور معجزات انبیا مین یہہ فرق بتایا کہ خوارق اعداء دین کو کرامۃ نہین کہا جاتا۔ ان لوگون کی حاجت روائی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جس سے مقصود ان لوگون کی اہانت وعقوبت ہے پہر فرمایا کہ یہہ جان رکہو کہ اعداء دین سے جو مدعی الوہیت ہو اُسکے ہاتہہ سے ایسے خوارق عادت کا ظاہر ہونا جایز ہے نہ اُس شخص کے ہاتہہ سے جو خود بخود نبی بن بیٹھے یہہ اسلئے کہ ناحق مدعی نبوت کے ہاتہہ پر ایسے امور ظاہر ہون تو سچے نبی کی نبوت کے پہچان کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور اُسمین اور جہوٹے نبی کے امر خارق عادت مین فرق معلوم نہین ہوتا۔ اور مدعی الوہیت سے امر خارق عادت ظاہر ہو تو خدا تعالے کی الوہیت کی پہچان کا دروازہ بند نہین ہوتا۔ کیونکہ جہوٹے مدعی الوہیت کا جہوٹ اسکے حال سے کہ وہ حادث (نو پیدا) ہے اور اسمین علامات نقصان و عجز (کہانا پینا جگہ کا محتاج ہونا وغیرہ) پائے جاتے ہین ظاہر ہو جاتا ہے خواہ اس سے ہزار امر خارق مشاہدہ مین آوین۔

ان تقریرات و عبارات مین عقلی استدلال فریق اول کا جواب مع زواید و فواید ادا ہوا اور بخوبی ثابت ہو گیا کہ ولی کا الہام غیبی یا اسکی اور کرامات وہبی الہام انبیاء اور ان کے اور معجزات مین شبہ انداز نہین ہین۔ بلکہ اور موید اور منکرون کے لئے تازہ شواہد و نظایر ہین۔ خصوصاً ایسے شخص کے الہامات و کرامات جو اُن کو اپنے نبی کی نبوت کی تائید و شہادت مین پیش کرے اور منکرین الہام نبی کو اُسکے نظایر دکہائے اور بصد زبان یہہ کہے کہ یہہ سب برکات میرے نبی افضل الرسل کے متبع اور خادم ہونیکا صدقہ ہے

اور اسی کے کرامات و معجزات چنانچہ مولف براہین احمدیہ سے واقع ہوا ہے۔

مقالات و استدلالات فریق اول کا جواب تمام ہوا۔ اب فریق دوم (لودھیانہ کے مکفرین) کا جواب و خطاب شروع ہوتا ہے۔

جواب استدلال (وجہ انکار) فریق دوم

فریق دوم کی استدلال کا ماحصل یہ ہے کہ مولف براہین احمدیہ نے اپنے آپ کو بہت سی آیات قرآن کا (جو حضرت محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) و آدم و عیسیٰ و ابراہیم علیہم السلام کے خطاب میں وارد ہیں اور آزانجملہ گیارہ آیات بذیل وجہ انکار فریق دوم بصفحہ ۴۷۱ منقول ہو چکی ہیں) مخاطب و مورد نزول ٹھہرایا ہے۔ اور ان کمالات کا جو انبیاء سے مخصوص ہیں (جیسے وجوب اتباع۔ نزول قرآن۔ وحی رسالت فتح مکہ حوض کوثر۔ زندہ آسمان کی طرف اٹھایا جانا وغیرہ) محل قرار دیا ہے۔ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ مولف براہین احمدیہ کو درپردہ نبوت کا دعوی ہے

اسکے جواب دو ہیں۔ اول یہ کہ مولف براہین احمدیہ نے بگوشہ دعوی نہیں کیا کہ قرآن میں ان آیات کا مورد نزول و مخاطب میں ہوں اور جو کچھ قرآن یا پہلی کتابوں میں محمد رسول اللہ صلعم و عیسی و ابراہیم و آدم علیہم السلام کے خطاب میں خدا نے فرمایا ہے اس سے میرا خطاب مراد ہے اور نہ یہہ دعوی کیا ہے کہ جو خصوصیات و کمالات اُن انبیاء میں پائی جاتی ہیں۔ وہ مجھ میں پائی جاتی ہیں۔ کلا و اللہ ثم باللہ ثم تاللہ اس کتاب میں یا خارج مولف نے یہہ دعاوی نہیں کئے۔ اور ان کو کالمتیقن

* اسکی کتاب کا صفحہ ۴۴۳ و صفحہ ۴۸۸ و صفحہ ۴۹۹ و صفحہ ۵۲۱ و صفحہ ۵۵۸ وغیرہ کو ملاحظہ میں لاؤ اور قیامت کو حساب کہ ایمان کو قرآن کو پیش چشم رکھ کر خلاف واقع سوء ظن سے باز آؤ۔

اور صاف اقرار ہے کہ قرآن اور پہلی کتابون مین ان آیات مین مخاطب و مراد وھی انبیا ہین جنکی طرف انمین خطاب ہے اور ان کمالات کے محل وھی حضرات ہین جنکو خدا تعالے نے ان کمال کا محل ٹھرایا ہے۔

اپنے اوپہ ان آیات کے الہام یا نزول کے دعوی سے ان کی مراد (جسکو وہ صریح الفاظ سے خود ظاہر کر چکے ہین ہم اپنی طرف سے اختراع نہین کرتے) یہہ ہے کہ جن الفاظ یا آیات سے خدا تعالے نے قرآن یا پہلی کتابون مین انبیا علیہم السلام کو مخاطب فرمایا ہے ان ہی الفاظ (یا آیات) سے دوبارہ مجھے بھی شرف خطاب بخشا ہے پر میرے خطاب مین ان الفاظ سے اور معانی مراد رکھے ہین جو معانی مقصود قرآن اور پہلی کتابون سے کچھہ مغایرت اور کسیقدر مناسبت رکھتے ہین اور وہ معانی ان معانی کے اظلال و آثار ہین۔

تمثیلات

آیہ نمبر ۱ (منجملہ آیات پیش کردہ فریق ثانی) کے معنی قرآن مین وہ یہی سمجھتے ہین کہ یہہ آیہ آنحضرت کے خطاب مین ہے اور اسمین آنحضرت کا اتباع امت پر واجب کیا گیا ہے۔ اور جب ان ہی الفاظ سے خدا نے (مکالمہ و مخاطب کیا تو ان الفاظ مین (نہ قرآن مین) وہ اپنے آپ کو مخاطب سمجھتے ہین اور اپنے اتباع سے اتباع* آنحضرت م مراد قرار دیتے ہین چنانچہ بصفحہ ۵۰۸ کتاب اُن الفاظ الہامیہ کا ترجمہ ان الفاظ سے فرماتے ہین کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو یعنے اتباع رسول مقبول کرو۔ تا خدا تمسے بھی محبت کرے۔

---

* یہی اتباع محمدی وہ اپنے اتباع سے اس اشتہار کے (جسکی بیس ہزار کاپی چھپوا کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اور آیۃ نمبر ۲ کے قرآن مین تو وہ یہہ معنی سمجھتے ہین کہ اسمین قرآن مجید کی نسبت مشرکین کی قول کی حکایت ہے کہ وہ دو بستیون (مکہ اور طایف) مین سے کسی سردار آدمی پر کیون نہ اُترا اور جب ہی ان الفاظ سے خدا نے اونکو ملہم و مخاطب فرمایا تو (انمین نہ قرآن مین) امر منزل سے وہ اپنے الہام کو مراد خداوندی سمجھتے ہین (یہی وجہ ہے کہ انکے الفاظ مین لفظ منزل کے بعد لفظ قرآن واقع نہین ہوا جیسا کہ قرآن کی آیۃ مین ہے اور اسیکے مطابق آیات پیش کردہ فریق ثانی کے ضمن مین نقل ہوا) اور دو شہرون سے کوئی اور دو شہر (مثلاً لدہانہ اور امرتسر) اور سردار آدمی سے کوئی مولوی فاضل (جیسے سرگروہ فریق اول و ثانی) مراد قرار دیتے ہین چنانچہ بصفحہ ۵۰۴ ان الفاظ ملہمہ کا ترجمہ اِن لفظون سے کرتے ہین "اور کہینگے کہ کیون نہین یہہ (انکا الہام) اُترا کسی عالم و فاضل پر اور شہرون مین سے" الخ۔

اور آیۃ نمبر ۵ کے قران مین تو وہ یہی معنی سمجھتے ہین کہ وہ آنحضرت کی خطاب مین نازل ہوی ہی اور اسمین آپ سے پہلے رسولون کا حال بیان ہوا ہے۔ اور جسمین آپ کی رسالت کی طرف بہی اشارہ ہے۔ (باقی آیندہ)

ہند و انگلنڈ مین انہون نے شایع کرنی چاہئے) ۱۸ سطر مین مراد رکہتے ہین۔ جو لوگ مولف کی اصل کتاب کو نہین دیکہتے وہ اس اشتہار کے اس جملہ کہ "اُسکے (یعنی مولف کے) قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اسکے برخلاف چلنا موجب بُعد و حرمان ہی" سے بہی مولف کا دعوی نبوت نکالتے ہین، اور یہہ خیال نہین کرتے کہ مولف کس چال مین اپنی پیروی کو موجب نجات اور اسکے خلاف کو موجب بُعد کہتا ہی وہی آنحضرت کی چال جسپر چلنے کا مولف کو دعوی ہے یا اسکی اپنی ذاتی خیالی چال۔ معترضین اصل کتاب نہ سہی اسی اشتہار کے اس فقرہ سے پہلے ۴

۴ سطر ۱۷ کی ان الفاظ کو کہ مولف کو محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل ص

ضروری اعلان۔ رسالہ نمبر ۸ نمبر ۷ سے پہلے چہپ چکا تہا اسلئے مضمون ریویو پورا نہین ہو سکا۔ اس کا اتمام نمبر ۹ مین ہوگا۔ انشاء اللہ۔ معمولی خریداران اشاعۃ السنہ کے علاوہ جو لوگ اُس نمبر (۹) کے طالب ہون وہ اپنی درخواست مہتمم رسالہ یا جہان (لاہور امرتسر لودہیانہ دہلی وغیرہ) سے وہ نمبر ۶ و ۷ خریدین بہیجدین۔ یا بوقت خرید نمبر ۶ و ۷ اپنا نام و نشان لکہا دین۔ جو لوگ نمبر ۶ و ۷ لاحظہ کرین اونکو